زیارتِ نبوی ؐ

ڈاکٹر میر ولی الدین

زیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مستحبات میں سے ہے جن کی بے حد تاکید کی گئی ہے قریب لانے والے اعمال میں افضل ہے اور صاحب قدرت کے لیے قریب واجب کے ہے!

خوش آنکہ بندم در رہت برناقہ محمل از وطن!
خیزم چو گرد، افتم چو اشک، آیم بسر، غلطم بہ تن
(اوحدی)

کس قدر خوشی [کا موقع] ہے کہ میں نے اپنے وطن سے آپ ؐ کی طرف جانے والے راستے پر اونٹنی پر کجاوہ ڈال لیا ہے (اور سفر شروع کر دیا ہے)۔ میں (اس سفر میں وفور شوق سے) گرد راہ کی طرح اٹھتا ہوں، آنسوؤں کی مانند گرتا ہوں، یوں بے قراری کے عالم میں تڑپتے ہوئے اپنا سفر مکمل کرتا ہوں۔

مدینہ رسول ؐ کی راہ میں درود کے شغل سے بہتر کوئی شغل نہیں۔

"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" (الاحزاب ۳۳۔ ۵۶)۔

من صل علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا (مسلم)۔

اس راستہ کو درود و سلام کے ورد ہی میں طے کرنا چاہیے "حُبِّ نبوی ؐ" کا تقاضا یہی ہے۔

من مذھبی حب النبی وصحبہ   وللناس فیما یعشقون مذاھب

نبی ؐ اور اس کے صحابہ ؓ سے محبت میرا مذہب ہے، اور لوگوں کے لیے عشق جتلانے کے اپنے اپنے طریقے ہیں۔

جب مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑتی ہے تو عاشق کے ذہن میں خیال آتا ہے کہ یہ وہ مبارک شہر ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے پسند فرمایا ہے، اور اس کو ان کا دار الہجرۃ بنایا ہے۔

یہ وہ مقام مقدس ہے جہاں آپ ؐ نے حق تعالیٰ کے فرائض و سنن مشروع فرمائے' اعدائے دین سے جہاد کیا اور حق تعالیٰ کے دین کو ظاہر کیا۔ اسی پاک زمین میں آپ نے اپنی زندگی بسر فرمائی' یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے جوار رحمت میں بلا لیا' اور آپ ؐ کی قبر مطہر اس میں مقرر فرمائی' اور آپ کے دو وزیر' جو آپ ؐ کے احکام کی بجا آوری میں کامل تھے' آپ ؐ ہی کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی وہ فرط مسرت سے چیخ اٹھتا ہے۔ من ویثرب کہ بہ از نور بود خاک انجا! میرا یثرب میں ہونا کتنی خوش بختی کی بات ہے کہ یہاں (یثرب) کی خاک بھی نور سے زیادہ روشن ہے۔

بحر رحمت شود آں قطرہ کہ از وے ریزد   چوں کند تاب سفر جبہ عرقناک انجا

(مولوی احسان اللہ ممتاز)

یہ ایسی سرزمین (یثرب) ہے کہ اس کے سفر کرنے والے کا عرق ندامت بھی بحر رحمت بن جاتا ہے۔

جب عاشق رسول مدینہ منورہ کی پاک زمین پر قدم رکھتا ہے' تو اس کی زبان سے بے اختیار نکلتا ہے۔

اندر دوجہاں کعبۂ ماکوئے محمدؐ   محراب دل و جاں خم ابروئے محمدؐ

دونوں جہانوں میں کوئے محمدؐ ہمارا کعبہ ہے اور محمدؐ کی ابرو کا خم ہمارے دل و جاں کی محراب ہے۔

وہ دیوانہ وار حق تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے

اللہ! ایسے جذب محبت کو کیا کروں   رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا

ہر قدم پر وہ یہ سوچتا ہے کہ اس مقام پر آقائے نامدارؐ کے قدم پڑے ہوں گے' قدم اٹھاتا ہے' پھر ٹھہر جاتا ہے' بڑھتا ہے' پھر تھم جاتا ہے۔

ترے کوچے میں ہم کل اس طرح سے جابجا ٹھہرے
چلے' چل کر تھمے' تھم کر بڑھے' بڑھ کر ذرا ٹھہرے

اس گلی کے ہر ذرہ کو وہ اپنا دل سمجھتا ہے

ہم اس کوچے کے ہر ذرے کو اپنا دل سمجھتے ہیں

تجلیات محبت اس کو آگے قدم بڑھانے نہیں دیتیں۔

پایم بہ پیش از سر ایں کو نمی رود
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست
(نظیری)

میرے پاؤں اس کوچہ سے آگے نہیں بڑھتے۔صاحبو! ذرا بتاؤ کہ یہ کس کی جلوہ گاہ ہے۔
اسی محبت کی تجلی میں وہ دیکھتا ہے کہ

کوچہ جاناں کا ہر ذرہ چراغ طور ہے

اپنے محبوب کا وہ خیال کرتا ہے 'حق تعالیٰ نے اپنی معرفت کس درجہ آپ ؐ کو عطا فرمائی تھی! آپ کے ذکر کو کس درجہ بلند فرمایا تھا کہ اپنے ذکر کے ساتھ اس کو ملا دیا تھا' وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ کی نوید سے آپ ؐ کو سرفراز فرمایا تھا! آپ ؐ کی تعظیم کے ترک کرنے پر کیسی وعید فرمائی تھی ؟ جو آپ کی آواز پر اپنی آواز ہی کے بلند کرنے سے وہ ترکِ تعظیم کیوں نہ ہو' حبطِ اعمال اس کی سزا تھی!

وہ خیال کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان نیک بختوں پر کتنا بڑا احسان فرمایا جنھوں نے آپ کی صحبت پائی' اور مشاہدۂ جمال' سماعتِ اقوال و ملاحظۂ احوال سے سعادت حاصل کی' اور اپنے حال پر آنسو بہاتا ہے کہ یہ دولت سرمدی مجھے نصیب نہ ہوئی اور نہ آپؐ کے اصحاب کرام ؓ کی صحبت ملی۔ دنیا میں تو آپ ؐ کو نہ دیکھا' آخرت میں بھی شاید آپ ؐ کی زیارت نگاہِ حسرت ہی سے ہو اور اعمالِ بد کے باعث آپ ہمیں قبول نہ فرمائیں' کیونکہ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے: "قیامت کے روز کچھ لوگوں کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ (ان میں اپنی امت کی بعض نشانیاں دیکھ کر) میں حق تعالیٰ سے عرض کروں گا' حق تعالیٰ یہ میرے لوگ ہیں۔ ارشاد ہو گا کہ نہیں' تمھیں نہیں معلوم کہ تمھارے بعد انھوں نے کیا کام کیے ہیں۔ تب میں کہوں گا کہ مجھ سے دُور ہو' مجھ سے دُور ہو" (بخاری' مسلم)۔

یہ حال ان لوگوں کا ہو گا جنھوں نے شریعتِ مطہرہ کی توقیر نہیں کی' سنتِ رسول ؐ کی قدر نہ سمجھی اور بدعت کو ترجیح دی! اب وہ اپنی حالت پر نظر ڈالتا ہے' اس وعید سے کانپ اٹھتا ہے' اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے' چیختا ہے۔

ہرچند گناہ بے شمار ست صد مرتبہ بے شمار توبہ!
ہرچند کہ میرے گناہ بے شمار ہیں۔ میں سو بار بلکہ بے شمار مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

شد ہر سرمو کنوں زبانے آرم بتو بار بار توبہ!
اب میرا ہر بال زبان بن گیا ہے اور میں تیرے حضور بار بار توبہ پیش کرتا ہوں۔

پھر عرقِ خجالت میں غرق ہو کر حق تعالیٰ سے التماس کرتا ہے:۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر روز محشر عذر ہائے من پذیر
یا اگر بینی حسابم ناگزیر از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر!
(اقبال)

خدایا' تو دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے اور میں ایک عاجز فقیر ہوں' روز محشر میرے عذر قبول فرما' [میری درخواست ہے کہ میرا احساب کتاب نہ ہو تاہم] اگر میرا احساب ہونا ہی ضروری ہو تو (پھر میری یہ درخواست ہے کہ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔

پھر امید و رجا کی موج اس کے سینہ میں اٹھتی ہے۔ وہ اس امر کا احساس کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے اس کو سرفراز فرمایا' اپنے محبوب ؐ کی زیارت کے لیے وطن سے نکال کر اس مقدس مقام پر پہنچایا' حظ دنیا یا تجارت اس سفر سے اس کو مقصود نہ تھا' فقط آپ ؐ کی بے پایاں محبت اور آپ کے آثار کے دیکھنے کے شوق ہی نے اس کو وطنِ مالوف سے نکالا' زندگی میں جب آپ ؐ کا دیدار نصیب نہ ہوا تو اس نے اس پر ہی قناعت کی کہ آپ ؐ کی مسجد مبارک میں حاضر ہو کر آپ ؐ کی قبر اطہر کی دیوار پر ہی نظر ڈالے۔

غربتے گر روی بشہر و دیار روی در مسجد مصفاکن
دوست را گر نمی توانی دید خانہ دوست را تماشا کن

اگر کسی ملک اور شہر کے سفر کا قصد ہے تو مسجد مصفا کی جانب رخ کر۔ اگر تو دوست کو نہیں دیکھ سکا تو دوست کے گھر ہی کا نظارہ کر لے۔

جب حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ سامان مہیا کر دیے' تو اب اس کی رحمت سے یہی توقع ہے کہ وہ اس کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھیں گے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے۔

مسجد نبویؐ میں قدم رکھتا ہے تو یہ سوچتا ہے کہ یہ وہ مقدس جگہ ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم اور مسلمانوں میں سے اول اور افضل لوگوں کے لیے تجویز فرمایا اور جو حق تعالیٰ کی نظر میں "محبوب و مطلوب و پسند" رہے ہیں۔

جانتا ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سب سے پہلے حق تعالیٰ کے فرائض ادا ہوئے' اور کامل عبودیت کے ساتھ ادا ہوئے۔ یہی وہ زمین ہے جس میں تمام مخلوق سے افضل و برتر لوگ حالتِ حیات و حالتِ ممات میں جمع ہیں۔ اب وہ توقع کرتا ہے کہ حق تعالیٰ اس پر بھی رحم فرمائیں گے' اور دل ہی دل میں عرض کرتا ہے۔

بضاعت نیاوردم الا امید خدایا زعفوم مکن نا امید

(سعدی)

[بخشش کی] امید کے سوا میں اور کوئی جمع پونجی نہیں لایا، خدایا مجھے عفو و کرم سے ناامید نہ کر۔

پھر مسجد مبارک میں خشوع و تعظیم سے داخل ہوتا ہے، زبان پر یہ دعا ہوتی ہے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ ارْزُقْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ نَبِيِّكَ مَا رَزَقْتَهٗ اَوْلِيَائَكَ وَ اَهْلَ طَاعَتِكَ وَ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ۔

اے اللہ، تیرے رسول ؐ کا حرم ہے، تو اسے میرے لیے جہنم کی آگ سے اور سخت بازپرس سے اور دردناک عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنا دے۔ اے اللہ، تو مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور اپنے نبی ؐ کی ایسی زیارت عطا فرما جیسی تو نے اپنے اولیا اور اطاعت شعار بندوں کو نصیب فرمائی۔ میرے گناہ بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ اے سب سے اچھے سوال کیے جانے والے!

پھر نیت اعتکاف الی الخروج کر کے روضہ جنت کی طرف بڑھتا ہے، اور محراب نبوی ؐ کے پاس، ممکن ہو تو مصلی نبوی ؐ یا اس سے متصل یا منبر کے پاس، اور نہ ہو سکے تو کسی ایک مقام پر تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا کرتا ہے، پھر اس نعمتِ عظمٰی کے حصول پر حق تعالٰی کا شکر ادا کرتا ہے، اور رضا، توفیق خیر، قبولِ اعمال و بلوغِ مقاصد کی دعا کرتا ہے! دعا کے الفاظ یہ ہوتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَرَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَاثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَ اَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَمِلَّتِهٖ وَ اسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيَّةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اے اللہ، یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ آپ نے اس کو شرف بخشا ہے، عزت دی ہے، عظمت و بزرگی دی ہے اور اس کو اپنے حبیب و نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منور کیا ہے۔ اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس دنیا میں اس کی زیارت اور اس کے باعزت آثار تک پہنچایا ہے تو اے اللہ آخرت میں بھی ہمیں محمد ؐ کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ کرنا اور ہمارا حشر ان کے گروہ اور ان کے جھنڈے کے نیچے کرنا اور ہمیں ان کی محبت اور ان کی ملت پر موت دینا، اور ہمیں ان کے حوض سے کہ جس پر لوگ آئیں گے آپ کے ہاتھ سے سیراب

کرتا۔ ایسی سیرابی جو مبارک ہو اور جس کے بعد ہم کبھی پیاسے نہ ہوں۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر زیارت کی نیت سے نہایت ادب و خشوع کے ساتھ روضہ پاک کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کے آنے کھڑے ہونے اور زیارت کرنے کا علم ہوتا ہے' اور اس کا درود و سلام آپ کی خدمت مبارک میں پہنچتا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ: من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا" (مسلم)۔

یہ جزا تو صرف زبان سے درود پڑھنے کی ہے' جب وہ خود زیارت کے لیے تمام بدن سے حاضر ہوا ہے تو اس کا بدلہ کس قدر عظیم الشان ہو گا!

اب وہ اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ وَالْحَبِیْبُ الرَّؤُفُ الرَّحِیْمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ! اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ ھَاشِمٍ یَا طٰہٰ یَا یٰسِیْنُ یَا بَشِیْرُ یَا سِرَاجُ یَا مُبِیْنُ یَا مُقَدَّمَ جَیْشِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُہٗ — فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ — فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
اَنْتَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ — عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

درود و سلام ہو آپ پر' اے ہمارے سردار محمد ؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم' اے طٰہٰ' اے یٰسین' اے بشارت دینے والے' اے چراغ' اے روشن کرنے والے' اے انبیاء و مرسلین کے لشکر کے سردار' خاک میں جو ہڈیاں دفن کی گئیں تو ان میں بہترین ہے۔ ان کی خوشبو سے پہاڑیاں مہک اٹھیں جس قبر میں آپ سکونت پذیر ہیں' اس پر میری جان فدا ہو۔ یہاں پاکی سخاوت و بزرگی مدفون ہے۔ آپ ہی وہ محبوب ہیں جن کی شفاعت کے' پل صراط پر سب امیدوار ہیں۔

پھر صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے!

پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منبر شریف کے پاس حاضر ہوتا ہے' اور تصور کرتا ہے کہ گویا آپ ؐ منبر پر چڑھے کھڑے ہیں اور مہاجرین و انصار آپ ؐ کے گرد حلقہ کیے ہوئے ہیں اور آپ ان کو خطبہ میں حق تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب و ہمت دلا رہے ہیں اور نافرمانی سے روک رہے ہیں اور ڈرا رہے ہیں۔

دل میں توحید پر جینے مرنے کا پختہ عزم کرتا ہے' حضور ؐ کی محبت کو قلب میں اور زیادہ راسخ کرتا

ہے اور آپ کی سنت مطہرہ پر ساری عمر عمل کا پورا ارادہ کرتا ہے' اس عقیدہ کو پختہ کرتا ہے کہ حق تعالیٰ ہر حال میں اس کے نگراں ہیں (اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ، اس کے دل کے وسوسوں اور خفیہ خطرات و خیالات کو دیکھتے اور جانتے ہیں تاکہ سب کاموں میں ادب کا لحاظ رکھے' جیسے کہ کوئی شخص کسی بادشاہ کی نظروں کے سامنے ہے' ہروقت گردن جھکائے اور ہر کام میں ادب! اس یقین کو بھی دل میں مضبوط کرتا ہے کہ "فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ!" یعنی طاعات کو ثواب سے ایسی نسبت ہے کہ جیسے غذا کو پیٹ بھرنے سے' اور گناہوں کو عذاب سے وہ تعلق ہے جو زہر کو ہلاکت سے! عزم کرتا ہے کہ اپنے تمام حرکات و سکنات' خطرات و لحظات' لفظات و فلتات' عذرات و خجرات پر ہمیشہ نظر رکھے گا اور تقویٰ کے اختیار کرنے میں اور ہر برائی سے اجتناب کرنے میں مبالغہ سے کام لے گا' بحول اللہ وقوتہ۔

آخر میں اس تسکین بخش عقیدہ کو بھی پختہ کرتا ہے کہ رزق کی کفالت خود حق تعالیٰ نے فرمائی ہے' یہ کہہ کر کہ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا یہ رزق جس کی ضمانت دی گئی ہے' یہ رزق ضرور ملے گا' جتنا مقدر ہے وہ قطعاً پہنچ کر رہے گا' طلب رزق بطور شرعی کرنا چاہیے' اور جو چیز فوت ہو جائے اس پر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ۔ (الحدید ۵۷: ۲۳)

منبر شریف کے پاس پہنچ کر تصور کرتا ہے کہ کچھ ان ہی کیفیات پر حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) زور دے رہے ہیں اور وہ انھیں اپنے قلب میں اتار رہا ہے اور اپنے تحت شعوری نفس میں انھیں پختہ کر رہا ہے۔

حج و زیارت کے اعمال میں یہ ہے دل کا وظیفہ' جس کے اجمال کا ذکر ہوا۔ اس طرح فارغ ہو کر حاجی فرط مسرت سے چیخ اٹھتا ہے:

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است — افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را — کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

میں اپنی ان آنکھوں پر ناز کرتا ہوں کہ انھیں تیرے جمال کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ میں اپنے پاؤں کی خوش بختی پر نازاں ہوں کہ یہ آپ کے کوچہ تک پہنچے ہیں۔ میں ہر لحہ اپنے ہاتھوں کو چومتا ہوں کہ انھوں نے آپ کا دامن پکڑا اور میری طرف کھینچ لیا۔